

رسائل وسائل

مشترکہ خاندانی نظام: چند عملی مسائل

سوال: میری شادی حال ہی میں ہوئی ہے۔ ہم مشترکہ خاندانی نظام میں رہتے ہیں۔ میرے ساس سر، جیٹھ جنھانی اور دیور ساتھ ہی رہائش پذیر ہیں۔ میں چند مسائل کی وجہ سے ڈینی کش کمش سے دوچار ہوں۔

مجھے مطالعہ کا شوق ہے اور فارغ وقت میں اپنے زوق کی تسلیم کا سامان کرتی ہوں۔ میری ساس چلنے پھرنے سے معدود ہیں، چھڑی کی مدد سے تھوڑا بہت چل سکتی ہیں۔ مگر وہ چاہتی ہیں کہ میں فارغ نہ بیٹھوں اور ہر وقت کچھ نہ کچھ کام میں لگی رہوں۔ ان کا انداز گفتگو بھی تکلیف دہ ہوتا ہے۔ گھر کا کام تو مجھے کرنا ہی تھا مگر اس رویے سے ڈینی کوفت ہوتی ہے۔

گھر کے سربراہ سر ہیں۔ ان کی اجازت سے ہی اپنے اگی ابو سے ملنے جا سکتی ہوں بلکہ ساس کی خواہش ہوتی ہے کہ میں ہی گھر کا کام کاچ کروں۔ پھر صبح جا کر شام کو لازماً واپس آنا ہوتا ہے۔ والدین کے گھر ٹھیکرنے کی اجازت نہیں، جب کہ گھر ایک ہی شہر میں ہے۔ اگر کبھی میرے شوہر خریداری یا سیر کے لیے اپنے ہمراہ لے جائیں تو اس پر بھی اعتراض ہوتا ہے۔ اس بات سے مجھے شدید ڈینی کوفت ہوتی ہے کہ میں شوہر کی خدمت کے لیے نہیں بلکہ سر اوالوں کی خدمت کے لیے لائی گئی ہوں۔ گویا یہوی نہ ہوئی، گھر میں موجودہ سر اوالوں کی زر خرید لوٹھی ہوئی۔

میری خواہش ہے کہ میں اپنے خاوند کی خدمت کروں، ان کی پسند کے مطابق خود کھانا

ہناؤں ان کے لیے آزادی سے تیار ہو سکوں، مجھے اتنی آزادی تو میر ہو جو اللہ اور اس کے رسول نے ایک شادی شدہ جوڑے کو دی ہے، اور جو ایک عورت کا حق ہے۔ لیکن ساتھ رہتے ہوئے اور جیھٹا اور دیور کی موجودگی میں تو ایسا کرنا عملًا ممکن نہیں۔ پھر اگر گھر الگ لینے کی بات کی جائے تو ساس سر ناراض ہوتے ہیں۔ ان کی خواہش ہے کہ تمام بچوں کو اپنے ساتھ ہی رکھیں۔ کیا ایک بیٹا جس کے لیے ممکن بھی ہو؟ الگ گھر میں نہیں رہ سکتا، جب کہ دوسرے بھائی والدین کے ساتھ رہ رہے ہوں؟

شادی تو گھر کے سکون اور میاں یوں کی خوشی و مسرت کے لیے کی جاتی ہے۔ ایسے مشترکہ خاندانی نظام کا کیا فائدہ جو دلوں میں رنجشیں پالنے اور ہمہ وقت ہنیٰ تاؤ کا سبب بنے اور انسان کو ہنیٰ مریض بنا کر رکھ دے۔ اسلام میں تو اس کا کوئی تصور نہیں۔ میرے مسئلے کو تحریر نہ جانیے گا، بہت سے گھرانے اس سے دوچار ہیں۔

جواب: آپ نے اپنے سر اور ساس صاحبہ کے حوالے سے مشترکہ خاندان کے نظام کی بعض مشکلات کا ذکر کیا ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ ہمارے پیش تر معاشرتی مسائل کا سبب بزرگوں اور نوجوانوں کا دینی تعلیمات سے کم آگاہ ہونا یا بالکل لاعلم ہونا ہے۔ ہمارا معاشرہ تاریخی طور پر جن ادوار سے گزر ہے ان کے نتیجے میں بہت سی مقامی روایات معاشرتی تحد الشعور سے چپاں ہو کر رہ گئی ہیں اور نام نہاد مشرقيت کے پرستار اپنے ان تعصبات سے قطعاً علم نظر آتے ہیں۔

ایک بیانی بات یہ بھی پیش نظر ہنیٰ چاہیے کہ شادی کے نتیجے میں دو مختلف گھرانے ایک دوسرے کے قریب آتے ہیں۔ مختلف ماحول، مختلف مزاج، رہن سہن اور معاشرت کے فرق کی بنا پر ایڈ جشنیت میں مشکلات کا سامنا ہونا فطری امر ہے۔ بہو کو اس نفیاتی پہلو کو بھی سامنے رکھنا چاہیے کہ والدہ کے لیے بیٹا ہی سب کچھ ہوتا ہے۔ بہو کے آنے سے بیٹے کی توجہ بُٹی ہے۔ اگر چہ والدین کو یہ سمجھنا چاہیے کہ بیٹے سے وہ پہلے والی توجہ مانا عملًا محال ہے، تاہم بہو کو اس نفیاتی امر کے پیش نظر حکمت، صبر و تحمل اور وسعت قلبی کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے۔ اگر یہ پہلو ابتداء ہی سے پیش نظر رہے اور مشکلات کا کچھ اندازہ ہو تو بذریع مسائل پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ خاص طور پر شادی کے ابتدائی ایام یا چند ماہ کے بعد ہی توقعات کے پورا نہ ہونے یا ہم آہنگی نہ ہونے کی بنا پر بہت زیادہ پریشان ہو جانا یا

بہتری کے حوالے سے مایوس ہو جانا بھی مناسب نہیں۔ ہمت و حوصلہ، تدریج اور حکمت سے یہ مسائل کافی حد تک حل ہو سکتے ہیں۔

آپ نے جو نکات اٹھائے ہیں ان کے حوالے سے جواب اختصار کے ساتھ عرض ہیں:

○ ساس اور سر کی بزرگی اور ان کے بمنزلہ والدین ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ وہ محبت و شفقت کا مظاہرہ کریں، نئی نویلی دھن کو بھر پور محبت دیں، اس کی پسند و ناپسند کا خیال رکھیں تاکہ اسے ایڈ جست ہونے میں آسانی ہوئے کہ وہ اپنے اس استحقاق کی بنابر اپنی عاقل بالغ اولاد کو ان کے معاشرتی حقوق سے محروم کر دیں۔ بلاشبہ ایک بیٹھ اور بھو سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ گھر کے بزرگوں کا احترام کریں، محبت والفت کے ساتھ ان سے پیش آئیں اور جس حد تک ممکن ہو ان کی خدمت اور ان کی خوشی کو مقدم رکھیں لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ نہ اپنے احباب کے ہاں جا کر کھانا کھا سکیں اور نہ گھر کی دھن اپنے والدین کے ہاں رات گزار سکے۔ ساس اور سر کا اپنی بھو کو ان حقوق سے محروم کرنا زیادتی ہے، خلاف حکمت ہے اور ذوری کا سبب بنتا ہے۔

○ عموماً والدین کی خواہش یہی ہوتی ہے کہ ان کے بیٹے اور ان کی بھو کے ساتھ رہیں۔ یہ کوئی ناجائز خواہش نہیں ہے بالکل فطری بات ہے۔ لیکن اسلام جو دین فطرت ہے وہ یہ چاہتا ہے کہ اس فطری خواہش کی تیگیل کے لیے ایک فطری ماحول پیدا کیا جائے، یعنی اپنے بیٹے اور بھو کو ایک دوسرے کے لیے بس کی مانند ہونے کی بنابر [جو قرآن کریم کا فرمان ہے] تہائی اور آزادی فراہم کی جائے۔ اگرچہ الگ کمرے کی گنجائش تو موجود ہے مگر انھیں محض ایک کمرے میں بند کر دینا اسلامی تصور معاشرت کے منافی ہے، جب کہ الگ گھر بھی لیا جاسکتا ہو۔

والدین کو عام طور پر گھروں میں ایک سے زائد لڑکے اپنی بیویوں کے ساتھ رکھنے کی خواہش ہوتی ہے۔ اگر وہ واقعی ایسی خواہش رکھتے ہیں تو پھر ایک شادی شدہ جوڑے کو اپنے گھر میں اتنی مکانیت فراہم کریں کہ ان کا بیٹا اور بھو آزادی کے ساتھ مخفی سونے کے کمرے میں نہیں گھر کے دوسرے حصوں میں بھی بے تکلف مل جل سکیں، اپنی پسند کا بس اور غذا استعمال کر سکیں۔ یہ اسلام کے اصولوں کے ساتھ ایک مذاق ہے کہ گھر میں دیور اور جیٹھ بھی موجود ہوں اور بھو سے کہا جائے کہ وہ پورے سکھار کے ساتھ مشترک مجلس میں کھانا کھائے، چائے پیے وغیرہ، یا یہ کہا جائے کہ وہ ہر وقت

عام بس کے اوپر لبادہ پہن کر اور سوائے چہرے کے اپنے تمام جسم کو ڈھانک کر گھر میں چلے پھرے۔ اسلام کے دیے ہوئے بنیادی حقوق میں جو قرآن و سنت نے دیے ہیں اس قسم کا مطالباً کرنا دین میں مشکلات پیدا کرنے کے متراون ہے۔ چند لمحات کے لیے کسی مخصوص صورت حال میں اگر ایسا کر لیا جائے تو اس سے گوارا کیا جاسکتا ہے لیکن اگر یہ معمول بنا لیا جائے کہ اپنے دیور اور جیٹھ کے ایک ہی مکان میں رہنے کے سبب ایک لڑکی کو مسلسل البارے میں رہنا پڑے تو یہ اس کے ساتھ بہر حال زیادتی ہے۔ اگر ساس اور سر اپنے گھر میں ایسی فضا پیدا نہیں کر سکتے تو پھر انھیں اپنے بیٹے اور بہو کے الگ گھر میں رہنے پر کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے بلکہ خود اس پر خوشی کا اظہار کرنا چاہیے۔ سنت سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ سیدہ فاطمہؓ اور حضرت علیؑ اپنے الگ مکان میں رہے۔

۱۰ اگر آپ کے شوہر کو کوئی ملازمت ایسی مل جاتی ہے جس کے بعد آپ الگ مکان میں رہ سکیں لیکن وقتاً فوقتاً اپنی ساس اور سر سے ملاقت کر سکتی ہوں تو سب سے بہتر ہے۔ اگر ان کا بڑا بیٹا ان کے ساتھ رہنا پسند کرتا ہے تو انھیں آپ کے الگ رہنے پر اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔

۱۰ یہ خیال بھی بے بنیاد ہے کہ ایک بیوی کا بنیادی مقصد اور فائدہ یہ ہے کہ اس طرح لذیذ کھانے اور تازہ اور گرم روٹی یا حاض خواہش عدمہ قسم کی چائے مل جاتی ہے۔ ایسے ہی یہ خیال بھی غلط ہے کہ اس کا مصرف گھر کے برتن و ہونا یا کپڑوں پر استری کرنا یا کروں میں صفائی سترائی کے ساتھ اندر وہی زیبائیں کرتا ہے۔ یہ سارے کام ایک بہت کم تنواہ پر رکھے ہوئے باورچی یا ملازمہ سے بھی کرائے جاسکتے ہیں۔ شادی تو ایک ایسا مقدس بندھن ہے، قول و قرار اور پاییدار رشتہ ہے جو والٹ و محبت، ایک دوسرے کی خیر خواہی، خوشی و مسرت اور سکون کا باعث ہے نہ کہ تو ہیں اور تفحیک و تذلیل کا ذریعہ۔ لہذا اگر کوئی بہو یہ سارے کام اپنی خوشی سے کرتی ہے تو یہ اس کا اپنے شوہر کے ساتھ ایک حسن سلوک ہے۔ شریعت نے اس سے صرف ایک مطالباً کیا ہے کہ وہ اس کے ناموس کی حفاظت کرے اور اس کے لیے سکون کا باعث ہو۔ اسے یہ حق دیا گیا ہے کہ اپنے شوہر کے وسائل کی مناسبت سے مختلف کاموں کے لیے وہ خدمت گار کا مطالباً کر سکے۔ ہاں، اگر باہمی رضامندی اور بلا کسی دباؤ کے وہ گھر کا کوئی کام کرتی ہے تو اس کی اس خدمت کو تسلیم کرنا ایک اخلاقی فریضہ ہے۔

۱۰ اپنے شوہر کے ساتھ ایک بیوی اگر دو منٹ نہیں کئی دن کے لیے بھی کہیں جاتی ہے تو یہ

اس کا اسلامی بنیادی حق ہے۔ ہاں، اگر وہ ایسا کرتے ہوئے اپنے ساس سر کو بے یار و مددگار چھوڑتی ہے، جب کہ ضعیفی کی بنا پر انھیں امداد کی ضرورت ہو تو ایسا کرنا درست نہیں ہوگا کیوں کہ ان کا حق اولاد پر یہ ہے کہ جب وہ ضعیف ہوں تو وہ انھیں تقویت دے۔

○ ساس سر کو بھی یہ بات سمجھنی چاہیے کہ وہ بجائے اپنی بزرگی کے ڈنڈے کو استعمال کرنے کے محبت کے ساتھ اپنی بہو سے پیش آئیں تاکہ گھر میں اتحاد و تعاون کی فضائیں اضافہ ہو۔ بہو جو کام کرئے اس پر جائز تعریف میں بخل سے کام نہ لیں۔ اسی طرح بہو کو بھی ساس سر کے بزرگی کا احترام کرتے ہوئے معاملات کو افہام و تفہیم سے سلجنانا چاہیے۔ سب سے اہم ذمہ داری بیٹے یا شوہر کی ہے کہ وہ دونوں طرف توازن رکھنے کی کوشش کرے اور اس کی بیوی کو یہ احساس نہ ہونے پائے کہ وہ تھاہا ہے۔ اگر کہیں مسائل حل نہ ہو پائیں تو خاندان کے ایسے بزرگوں سے مشورہ کرنا چاہیے جن کی بات سنی جاتی ہو اور جو مسئلے کو سلجنائیں۔ درحقیقت اللہ تعالیٰ نے حقوق و فرائض کا تعین کر کے معاملات و مسائل کو احسن انداز میں حل کرنے کے لیے ایک مضبوط بنیاد فراہم کر دی ہے۔ ضرورت خوف خدا اور آخرت کی جواب دہی کے احساس، صبر و تحمل، سوچ بوجھ حکمت اور ہمدردی و خیرخواہی اور احسان کے جذبے سے معاملات کو لے کر چلنے کی ہے۔ (ڈاکٹر انیس احمد)

ترجمان القرآن حاصل گنجی

- الریتم آن بـ گھر مسجد الحق نزدیک ای کائن بھاولپور ● آفاق نیوز اینجنسی نزد جنگلیہ سائیکل شووز جن ثی روڈ سراشی عالمگیر ● مکونکر نیوز اینجنسی، لٹکن پور، قصور
- المدست رتاب گھر، بالمقابل میں تابع پانچ بیس پورہ لاہور ● قوی نیوز اینجنسی، اخیر، ریت پیپٹال روڈ لاہور ● پاسبان خبر مرکز ۱-۱ سرو روڈ نزدیک سوچ دریا ملتان ● الاخوان سبک دی پاکھوڈ سکھر ان، خلن خوشاب ● افضل نیوز اینجنسی پوک یادگار پشاور ● عثمانی اکتب خان بالمقابل بی پی او پرائیویٹ روڈ، چارسده ● البدر بک سٹریٹ ایز پورٹ روڈ، گواہر (تکران)
- دی تیک ڈسٹری یونیورسٹی فلیٹ نمبر A-3، گراونڈ فلوو ۱۵۳، خدا دا کالونی، کراچی
- جامع مسجد قبا، المدینہ مارکیٹ، نکنہ روڈ نزدیک میک روپیتندی ● یوسف نیوز اینجنسی نزد میوزیم خان پور روڈ، دھبیاں ٹیکسلا ● مسٹر بکس، پیغمبری پوک راوا لاکوٹ پونچھ، آزاد کشمیر